سوال (استفتاء)

سیدہ لڑکی کا غیر سید سے نکاح جائز ہے یا نہیں، ہمارے علاقہ کے بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس طرح نکاح کرنا گناہ ہے، براہِ کرم اس کا مفصل جواب دیجئے کہ ایسا نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں اور ولی کی اجازت یا اجازت نہ ہونے سے نکاح میں فرق پڑتا ہے یا نہیں؟

مستفتی: [redacted]

پتہ: [redacted]

موبائل نمبر: [redacted]

(جواب منسلکہ اوراق پر ملاحظہ فرمائیں)

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامدًا ومصلیًا

سیدہ لڑکی کا ولی اس کی اجازت سے اس کا نکاح غیر سید لڑکے سے کردے تو شرعاً یہ نکاح جائز ہے اور اس میں کوئی گناہ یا کسی قسم کی کوئی کراہت نہیں ہے، البتہ سیدہ لڑکی کا اپنے ولی کی اجازت کے بغیر از خود غیر سید یا غیر ہاشمی لڑکے سے نکاح کرنا جائز نہیں اور راجح قول کے مطابق ایسا نکاح منعقد ہی نہیں ہوگا۔ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ سیدہ لڑکی کا غیر سید لڑکے سے نکاح کو ہر حالت میں ناجائز سمجھنا درست نہیں ہے۔

لہٰذا اگر ولی کسی مصلحت مثلاً لڑکے کی دینداری، عمدہ اخلاق یا اس کی شرافت وغیرہ کی وجہ سے اپنی سیدہ لڑکی کا نکاح اس کی رضامندی سے غیر سید خاندان میں کرنا چاہے تو بلا شبہ اس کا نکاح غیر سید خاندان میں کرنا جائز ہے اور اس میں شرعاً کوئی حرج بھی نہیں ہے۔

سید خاندان کی نسبت چونکہ نبی کریم ﷺ سے ہے اس لئے یہ خاندان بے شک دیگر خاندانوں کے مقابلے میں اعلیٰ و برتر ہے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ سادات کا دوسرے خاندان کے لوگوں سے شادی بیاہ کے معاملات کرنا شرعاً جائز ہی نہیں ہے، بلکہ خود آنحضرت محمد ﷺ کی دو صاحبزادیوں حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ان کی وفات کے بعد حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا، حالانکہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سید خاندان سے نہیں تھے، اگر مذکورہ تصور درست ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی صاحبزادیوں کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نہ فرماتے، لہٰذا ولی اپنی سیدہ لڑکی کا نکاح اسکی اجازت سے غیر سید لڑکے سے کردے تو یہ نکاح درست ہے۔

فی الفتاوی الہندیة (1/ 290):

[الباب الخامس في الأكفاء في النكاح]

(الباب الخامس في الأكفاء) الكفاءة معتبرة في الرجال للنساء للزوم النكاح كذا في محيط السرخسي ولا تعتبر في جانب النساء للرجال، كذا في البدائع فإذا تزوجت المرأة رجلا خيرا منها؛ فليس للولي أن يفرق بينهما فإن الولي لا يتعير بأن يكون تحت الرجل من لا يكافئه، كذا في شرح المبسوط للإمام السرخسي. الكفاءة تعتبر في أشياء (منها النسب) فقريش بعضهم أكفاء لبعض كيف كانوا حتى أن القرشي الذي ليس بهاشمي يكون كفئا للهاشمي

(جاری ہے۔۔۔)

Scanned by CamScanner

وغير القرشي من العرب لا يكون كفئا للقرشي والعرب بعضهم أكفاء لبعض الأنصاري والمهاجري فيه سواء، كذا في فتاوى قاضي خان. وبنو باهلة ليسوا بأكفاء لعامة العرب والصحيح أن العرب كلهم أكفاء كذا ذكره أبو اليسر في مبسوطه، كذا في الكافي.

وفی حاشية ابن عابدين (3/ 86):

(قوله بعضهم أكفاء بعض) أشار به إلى أنه لا تفاضل فيما بينهم من الهاشمي والنوفلي والتيمي والعدوي وغيرهم، ولهذا زوج علي وهو هاشمي أم كلثوم بنت فاطمة لعمر وهو عدوي قهستاني فلو تزوجت هاشمية قرشيا غير هاشمي لم يرد عقدها وإن تزوجت عربيا غير قرشي لهم رده كتزويج العربية أعجميا بحر وقوله لم يرد عقدها ذكر مثله في التبيين

وفی البحر الرائق، دارالکتاب الاسلامي (3/ 140):

لايعتبر التفاضل فيما بين قريش وهو المراد بقوله فقريش أكفاء حتى لو تزوجت هاشمية قرشيا غير هاشمي لم يرد عقدها وإن تزوجت عربيا غير قرشي لهم رده كتزويج العربية عجميا، ووجه الاستدلال أن «النبي صلى الله عليه وسلم زوج بنته من عثمان وهو أموي لا هاشمي» وزوج علي رضي الله عنه بنته أم كلثوم من عمر وكان عدويا لا هاشميا.

وفی الدر المختار (3 / 56، 57):

(وله) أي للولي (إذا كان عصبة) ولو غير محرم كابن عم... (الاعتراض في غير الكفء) فيفسخه القاضي... (ويفتى) في غير الكفء (بعدم جوازه أصلا) وهو المختار للفتوى (لفساد الزمان)............والله تعالیٰ اعلم بالصواب

محمد عاصم عصمہ اللہ تعالیٰ

دارالافتاء جامعہ مظاہر العلوم کوٹ ادو

۲۲/محرم الحرام/۱۴۴۱ھ

۲۲/ستمبر/۲۰۱۹ء

الجواب صحيح

محمد عبدالجلیل عفی عنہ

رئیس دارالافتاء جامعہ مظاہر العلوم کوٹ ادو

۲۲/محرم الحرام/۱۴۴۱ھ

۲۲/ستمبر/۲۰۱۹ء

Scanned by CamScanner